ندائے عشق
مختلف اوقات میں لکھے گئے عشقی ادبی
شہ پاروں کا مجموعہ
آہ و فغاں
رشحات قلم
عنایۃ اللہ عینی
دار الامام الاعظم
پشاور پاکستان

ندائے عشق

مختلف اوقات میں لکھے گئے عشقی ادبی شہ پاروں کا
مجموعہ

آہ وفغاں

رشحات قلم

عنایۃ اللہ عینی

دارالامام الاعظم

۰۰۹۲۳۰۳۰۱۹۰۱۶۸

پشاور پاکستان

فہرست

آہ و فغاں

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان لفظ اُنس سے مشتق ہے۔جس کا معنی ہے محبت ۔ پس لفظ انس کیساتھ الف نون زائد لگانے سے یہ لفظِ مبالغہ انسان بن جاتا ہے ،۔جس کا معنی بہت زیادہ محبت والا، بہت جلد مانوس ہوجانے والا ہے ۔ خدا کا کرنا کہ ہم بھی اس نوع حیات بشر کا ایک فرد کہلائے ، اور ہم کو بھی اثر انس کے مبالغہ میں انسان بنا کے بھیجا گیا۔ جس سے ہمارے دل میں محبت کا دریا ہر روز ٹھاٹھے مارتا ہوا بہتا رہا اور ہم اس دریائے مواج کو کسی درویش کی طرح کچکولِ سینۂ ضبط میں قید نہ کرسکے ۔

جس سے اندرون روح کسی ایک دن ایسا طوفان عشق ادھم مچا کہ پورے شریر کو دریائے محبت کی موجیں پہنچیں اور اندرون جسم کا انگ انگ غرقاب بہ دریائے محبت ہوا ،جس کے اثر سے اشک بے بسی ہمیشہ ہمیشہ کیلیۓ جاری وساری ہوئے ۔

یہ "آہ وفغاں" انھی اشک بے بسی کے قطرات العطر بن گئے جن کی مہک سے دل ودماغ کو سکون ملتا ہے ۔

عنایۃ اللہ عینی

۲۱ ذوالحجۃ ۱۴۴۶

آہ و فغاں

از

عنایۃ اللہ عینی

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

اس کی جوانی بر سر اقتدار آئی، اپنے صانع جل مجدہ کی کاریگری کو دیکھنے کا شوق ابھرا، عجائبات قدرت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بہت دور تک آگے نکل گیا۔

شتابیٔ سن اور صناعیٔ فن کی دید میں کہیں سے جلوۂ طور نمودار ہوا اور وہ جیسے خَرَّ مُوسیٰ صَعِقًا ہوا، جس سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا، لیکن۔۔۔۔۔ شومیٔ قسمت کہ وہ جلوۂ طور کی چمک تھی یا خندۂ حور کی کڑک تھی کہ دل میں پیوست ہوئی اور قلب بیقرار کو ایک بوجھل کہسار بنا دیا، جس میں ذکریات بیتے لمحات کی شدت غم سے آگ کا اک دریا بھڑک کر ٹھاٹھیں مارنے لگا ہے۔

اب ڈر نہیں بس اسے انتظار ہے۔۔۔۔۔کہ کب یہ آتش فشاں پھٹ جائے اور اس کے لاوے میں جھلس کر راکھ ہو جائیں کہ غم جاناں سے نجات پائیں کیونکہ وجود سے عدم پھر بہر حال بہت بہتر ہے، تاہم ایک خدشہ ہے کہ۔۔۔۔۔ "مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے"۔

آہ یا اللہ مدد

عنایۃ اللہ عینی

۲۰ رجب المرجب ۱۴۴۵

میں ہوں اور میرا پیارا خدا ہے۔

مجھے یہ پسند ہے کہ خنک موسم ہے، ٹھنڈی شام ہے، سرد ہوا ہے، کھلا میدان ہے، سوکھے درخت ہیں، گرتے پتے ہیں، ہلکی دھند ہے، گہرا سناٹا ہے، اکیلا پن ہے، اداس سایہ ہے، بے حس جسم ہے، بوجھل دماغ ہے، منتشر سوچ ہیں، پُر اشک نیناں ہیں، خشک لب ہیں، بے چین روح ہے، ٹوٹا ہوا دل ہے، بکھری یادیں ہیں، اک ہوکِ جاناں ہے، میں ہوں اور میرا پیارا خدا ہے، اس سے ان کہی بات ہے، اس کی طرف التفات ہے، درحقیقت یہی کل کائنات ہے اور بس۔

عنایۃ اللہ عینی

۲۱ جمادي الثانية ١٤٤٥

رُتِ یخ بستہ ہمیں جلا کے راکھ بکھرتی

ایک یخ رت میں ہم دو قالب ایک قلب ہوئے۔۔۔ ہماری گرمئ عین شین قاف نے ہمیں اپنی آغوش محبت میں ڈھانپ کر یخ بستہ ہوائے انجماد سے بچائے محرور رکھا۔ البتہ۔۔۔ ہر کمالے را زوالے کی فطرت۔۔۔ بھلا کب تلک پریم اگنی کی دیپک کو جلائے رکھتی۔۔۔ ، بالآخر وہ بجھ گیا اور۔۔۔ ہوائے دہر نے یک لخت ہمیں اک دوجے سے جیسے۔۔۔ آدم و حواء جدا کر کے پرے پھینک دیے۔۔۔۔ ہوائے دہر کی ٹھنڈک سے شکوہ سنج۔۔۔ سنت آدم لیے ہم خانۂ خدا کی دہلیز پر کاسۂ بھیک لیے محبوب گزشتہ کے باہوں کی حرارت مانگنے چلے۔۔۔ کیا پتا ہمیں بھی اس شہر خدا میں کسی جبل رحمت پہ یار مفقود ملے۔۔۔۔ تاہم۔۔۔ طریقۂ آدم کے دوام سے التجائے عین شین قاف پر ہم نہ جزاوار ٹھہرے۔۔۔ بلکہ۔۔۔ سلیقۂ آدم کی اعدام سے دعوائے عین شین قاف پر ہم ہی سزاوار ٹھہرے۔۔۔۔ پس۔۔۔ اب ہر رتِ یخ بستہ ہمیں گرمئ عین شین قاف کے بہانے جلا جلا کے راکھ بکھرتی ہے۔۔۔۔ اور۔۔۔

بقول شاعر۔۔۔

پریم اگنی میں جھلسے نینا یہ پوچھ بیٹھے ہیں آج پھر سے
کہ برکھارت میں سکھی بتا تو کہاں پہ بالم ٹھہر گئے ہیں

آہ عنایۃ اللہ عینی آہ

۲۰ جمادی الاولی ۱۴۴۶

ہم کو ہمی سے گلہ ہے۔۔۔ آہ اے اللہ

ہم کو دکھ و درد کے واسی رکھ گئے، لا معلوم کہ اداس دل کہاں دوڑے، کہاں روئے، کہاں مرے۔ ہماری اُسرہ کو ہم مسرور معلوم ہوں اور ہمی کو ہم محدود دماء راکد کی طرح سڑھے معلوم لگے، ہم کو ہمی سے گلہ ہے۔ اللہ واحد ہی ہمارے دکھ و درد اور دل کی اداسی کو دور کرے۔ والاکہ اول اس سے کہ ہمارا دل مرے، وہ سرورِ دل ہم کو ملے۔ ہماری دعا ہی دعا ہے۔ آہ اے اللہ۔

عنایۃ اللہ عینی

۵ ربیع الثانی ۱٤٤٥

ایک چمکتا ستارہ اور ایک ماہ تاباں

کبھی ہم اس کے چمکتا ستارہ تھے اور وہ ہمارا ماہ تاباں تھا، پھر خدائی فرمان سنا "لَا ٱلشَّمۡسُ يَنۢبَغِي لَهَآ أَن تُدۡرِكَ ٱلۡقَمَرَ" (یس : ٤٠) کہ "نہیں آفتاب کا مجال کہ وہ جا کے پکڑے ماہتاب کو" ، تو ہم نے اس کا پیچھا ہی چھوڑ دیا اور آتش عشق دبائے ہوئے خود میں پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے کیونکہ وہ ہمیں اپنا چمکتا ستارہ کہتی تھی جیسے ہم اپنا ماہ تاباں سمجھتے تھے۔ اب ہم صرف ایک خاموش اندھیرا خلا بن چکے ہیں، پر یہ بھی اچھا ہے کہ ہمارے اندھیرے میں تو وہ چاند خوبصورت لگتا ہے۔

آہ یا اللہ

عنایۃ اللہ عینی

٥ جمادی الاولی ١٤٤٦

ولے کوئی اس کے ہمدم سے دور رہ رہا ہے۔ ؟؟

آہ وصالِ ہمدم۔۔۔

اک لڑکے سے اسے معلوم ہوا کہ اس کا احصائے آلۂ کلام کسی الگ کو عطا ہوا۔ وہ ہو کے عالم کا واسی ہوا، کوئی ہے کہ اس سے ہم کلام ہوگا؟۔ ہر حال سے لے دے کہ وہ سمے ہوا کہ اس سے آلۂ کلام کے واسطے کوئی ہم کلام ہوا، ہر گاہ اس کی صدا اسے سمع کی حس سے محسوس ہوئی اور وہ ورطۂ طلسم سے محو ہوا کہ کمال ادائے دل واری اس سے ہوئی اور سامع اس کا کمال عمر ہمدم ہوا۔

مگر اس کے علاوہ ہر گاہ اک دوسرے سے وصل اور مکالمہ ہوا، ہر سو دل واری ہی دل واری رہی اور محال ہوئی کہ اس کے ہمدم سے اسے اک لمحہ کی دوری گوارا رہے۔ عہدوں کے عہد ڈھل گئے، محال ہے کہ اس کی لو لگاؤ کم ہوئی ہو، علاوہ اس کے کہ وہ ہمدم سے اور ہی عہد کا عہد محوِالمِ دل واری ہوا، ہر گام ہر لمحہ اسی ہمدم کا ورد رہا ہے۔

دراصل وہ کمال عمر اس کا حامی رہا ہے۔ اس کے سوا اسے کوئی محسوس ہو وہ محال ہے۔ ہر دائم محوِالمِ ہمدم رہا ہے۔ محال ہے کہ کوئی راہ روئی ہی ملے اور رہائی حاصل ہو۔ ولے ہوا ور کا ہے کو ہو؟؟۔ ولے کوئی اس کے ہمدم سے دور رہ رہا ہے؟؟

آہ اے اللہ اس محوالم ہمدم کی مدد کر اور اسے وصال ہمدم عطا کر کہ اس کی اوائل عمری ہے رحم کر اس کے دل کی اصلاح کر اور اسے اس کا ہمدم عطا کر۔

عنایۃ اللہ عینی

۲۵ جمادی الثانیۃ ۱۴۴۵

آہ لمحاتِ حیات

روح میں کوئی غم ہے پوشیدہ

زندگی بے سبب اداس نہیں

اس زیست پر نیست میں جب سے ہوش کے ناخن لئے تب سے روح پریشاں، دل سرگرداں باطق سر بہ گریباں ہے ۔ کوئی سمجھ نہیں آتا کہ کسی انسان یا جانور یا بیل بوٹے مردہ جاں دیکھوں تو کیوں جیسا میں بے جان ہوجاتا ہوں ۔ کسی کو بیمار دیکھوں تو میرے احساسات بدمزہ ہوجاتے ہیں ۔ جب کسی کو لاغر ولاچار دیکھوں تو بہت برا محسوس کرتا ہوں اور پھر میں وادئ افکار کی گہری کھائی میں جیسے دھڑام سے نیچے گر رہا ہوتا ہوں ۔ دل پاگل ہو کر جستجو کرنے لگ جاتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے، یہ موت، یہ بیماری اور یہ لاغری کیسی ہے؟ اور یہ سب کیونکر ہوتے ہیں؟؟

اس جستجو میں کہیں سے مطالعہ میں علم آیا کہ میرے جیسے شہزادۂ کپل وستو سدھارتھ بھی تھے، لیکن ان کی کھوج قرار میں مرورِ زمانہ سے تاریخ کی تاریکی ہے. جس سے دلِ مضطر مطمئن ہونے کو نہیں ہے اور نہ ہی روح بے چین کو ثبات و قرار ہے ۔ بلکہ میرا یہ حال ہوا ہے کہ نہ جیتا ہوں نہ مرتا ہوں، بس دماغ میں کثرت مباحثوں کا بوجھ اور دل میں ہر عجوبے پر ضمیر و نفس کے مناظرے چل رہے ہوتے ہیں جن کی شور سے میرا جسم ماؤوف ہوچکا ہے اور روح جیسے سر دہواؤں میں ایک ٹمٹماتی ہوئی باریک روشن شمع بن چکی ہے، اور اک میں کہ ان سب میں جیسا مجھے سانپ سونگھ گیا ہو ایسا بے حرکت و خاموش پڑا ہوں ۔

اپنی اداسی کے دلدل بیدل سے نکلنے کیلیئے بہت کوششیں کرلی، کہ کبھی یاران محفل سے ملا، تو کبھی جو لبھاتی ہے دل سے ملا ۔ ماں کی ممتا، بہن کا سہارا، رفیقِ حیات کا سکون اور جگر گوشہ کی محبت تو کیا، خدا کے گھر کی دہلیز اور غلاف کعبہ کو پکڑتے ہوئے رونے دھونے سے بھی دل نہ ہلکان ہوا نہ روح میری جانان ہوئی ۔

اب بس چھپ سادھ لی ہے اور اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک کی سیرت کے ایک ایک گوشے کو اپناتا جارہاہوں تو کہیں قرار وثبات نصیب ہونے لگا ہے ۔ خدا میری دنیاوی زندگی جنت جیسی خوبصورت بنائے اور اخروی زندگی میں اپنے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک کی ساتھ جنت الفردوس میں اکٹھا ایک ساتھ رکھے آمین ۔

عنایۃ اللہ عینی

۲۸ صفر ١٤٤٦

خشک مزاج لوگ

جانِ عینی ! میرے ماحول میں خشک مزاج لوگوں کا ایسا ہجوم ہے کہ جن کو نہ علمِ دل حاصل ہے نہ احساس دروں۔ ان میں نہ زبان و بیان کی چاشنی ہے نہ پریم کی پرمپرا اور نہ ہی لذت آشنائی۔ خشک مزاجی و سنکی پن کے طلسم میں ان کے ہر سو ایسا ہوشربا عالم ہے کہ مجھے نین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور کچھ خیال ہی نہیں کرتے۔

اے ملون مزاجوں کے خداوند ! میں دعا بہ لب ہوں کہ کوئی ایسا ملے جسے تمکین عشق عطاء ہو جو دکھے دل کا مداوا بنے، جو سوزدروں کو مشعر کرسکے، جس سے شجر روح کے برگ و گل پر از سر نو سدا بہار رہے۔ آمین یارب

عنایۃ اللہ عینی

۹ محرم الحرام ۱۴۴۶

علم و تحقیق سے متاثر ہوتا ہوں

اور حسن تو جانوروں کے پاس بھی ہوتا ہے۔ البتہ صرف علم و تحقیق سے متاثر ہوتا ہوں، جس کا حسن بھی تابع ہے۔ بہرحال علم حاصل کیجئے اور متاثر کن بن جائیں۔۔۔ کوئی جلدی نہیں، انتظار ہو سکتا ہے۔

عنایۃ اللہ عینی

۲۹ صفر المظفر ۱۴۴۵

محبت

یار کے مزاج کو سمجھنا اور اس کے مطابق چلنا محبت کہلاتی ہے.

عنایۃ اللہ عینی

۸ شعبان ۱۴۴۴ھ

قصہ مختصر کہ دائم وہ دل کے اندر ہوتی ہے ۔

ضفدعِ بئر کو کیا خبر ہوتی ہے ، کیا کیفیت درون بحر ہوتی ہے ، حیاتِ حوت کی کیا خیر و شر ہوتی ہے ، مسلسل زیست جو زیر و زبر ہوتی ہے ، دائم ذات میں اپنی اسے لیکر ہوتی ہے ، اور وہ خود بھی اس کے اندر ہوتی ہے ، ہمیشہ ان کی پریم کہانی پر اثر ہوتی ہے ، جیسے وہ مجنونِ سمک ہے اور وہ لیلیٰ سمندر ہوتی ہے ، بنا ایک دوجے کے خاکستر ہوتی ہے ، زندگی ان کی بے پا و سر ہوتی ہے ، سمک میں اور بحر کہانی کی دلبر ہوتی ہے ، ہم پہ کیا اہل دنیا کی نظر ہوتی ہے ، جنہیں نہ سمجھ آئے نہ خبر ہوتی ہے ۔ قصہ مختصر کہ دائم وہ دل کے اندر ہوتی ہے ۔

آہ عنایۃ اللہ عینی آہ

۲۰ صفر ١٤٤٦

مجھے تیری ضرورت ہے مولا

اے دلوں کے مالک؛ میرا دل اپنے پاس رکھ۔ مجھے کسی حال میں تنہا مت چھوڑ۔ مجھے تیری ضرورت ہے مولا۔

عنایۃ اللہ عینی

۱۰ ربیع الأول ۱٤٤٥

تغنئ سخن گوئی

خدا نے ہر اک داء کی دواء تخلیق کی ہے، جن میں تغنئ سخن گوئی سے قلب مجروح کو شفا ملتی ہے۔ ہمارے بیمار دل اور بیقرار روح کا درمان؛ کلام عربی میں بے خودئ حلاج، فارسی میں رقص و سرودِ رومی، اردو میں آہ و فغانِ میر درد اور اپنی پختو میں سوز و گدازِ عبدالرحمن بابا ہیں۔ جن کی برسات غزل گوئی سے آتش کدۂ دل سرد پڑتا ہے، ورنہ لاوۂ عشق پھٹ پڑے اور ہم جھلس کر راکھ بن جائیں، ہاں البتہ۔۔۔

ہمیں یہ خدا نہ کرے خُودی سے جدا نہ کرے۔

عنایۃ اللہ عینی

۱۶ شوال المکرم ۱۴۴۵

وہ ایک لڑکا تھا۔۔۔جو کہ اب نہیں رہا۔

ایک لڑکا تھا کہ وہ جب بحر محبت کے بھنور میں غرقاب ہونے لگا، تو متاعِ جاں بچانے کے واسطے سفینۂ علمِ دیں کا سہارا لیا۔ ناگی پریم کے کاڈسا ہوا اتنا کہ ڈورِ یاراں سے بھی ڈرنے لگا۔ نارِ عشق نے کوہِ دماغ کے چودہ طبق روشن کر دئیے۔ وہ سہما ہوا لڑکا سہارے کی تلاش میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے خدا کے در پر جا پہنچا۔ قصہ کیا تھا بس۔۔۔خدا اور محبت۔
بہر حال خداوند متعال نے پھر اسے سہارا دیا اور خوب دیا کہ پھر وہی لڑکا ایک عالم دین اور مفتی صاحب بن کر مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوا۔
ہاں۔۔۔وہ ایک لڑکا تھا۔۔۔جو کہ اب نہیں رہا۔

عنایۃ اللہ عینی
۵ رمضان المبارک ۱٤٤٤ھ

ہوئے کتنے ٹوٹے، خدا سے جڑتے جڑتے

وصال یار جیسے کچی رسی بالآخر وصل بہ دھاگۂ باریک رہ جائے۔۔۔

عمرِ عزیز درجاتِ زیست کی دسویں منزل پر عازم بہ سفر تھی۔۔۔۔۔۔۔ سرراہ فضائل اعمال اور قصص الاولیاء ہر دو کی ایسی سیرِ لاہوت نصیب ہوئی کہ جس سے نفسِ سرکش مئے تا تل کی بادہ خواری پر خویافتہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔ کہ پھر بشوق دل بسوئے منزل رواں دواں ہوئے۔۔۔۔۔۔۔ اثناء سفر یارانِ علم سے مودت پیدا ہوئی اور وہ بھی ایسی کہ ان جیسا بننے کی سوجھی۔۔۔۔۔۔۔ بسس پھر کیا تھا کمر کس لی اور آسمانِ علم کے ستاروں پر کمندیں ڈالتے ہوئے پرواز کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ ابھی معلوم نہیں تھا کہ

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اس زمن نوخیزی کے رندلاابالی کو ابھی کچھ عرصہ طے ہوا تھا کہ دورِ پر آشوب شروع ہوا۔۔۔۔۔۔۔ اور اس آب و تاب سے جاری ہوا کہ جیسے شدتِ بھونچال سے کوہسار لرزا ٹھے اور زمین پھٹ کر اپنی زرخیزی باہر بکھیر دے۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک اسی طرح ارضِ دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے اور درون خانۂ قلب کی زرخیزی باہر کو نظرِ سیلِ دہر ہوئی۔۔۔۔۔۔۔ وہ شباب مست یاران ورباب جیسے بھنا کباب یا ماہی بے آب بن کر جیتے جی عدم ہو گیا۔۔۔۔۔۔ شومئ قسمت کہ وصالِ یار جیسے کچی رسی بالآخر وصل بہ دھاگۂ باریک رہ جائے۔۔۔۔۔۔۔ لیکن ابھی امید باقی تھی۔۔۔۔۔۔۔ جیسے بکاء سماء سے ضحک ارض ہوتی ہے ویسے مصیبت دہر سے قوتِ سحر ملتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ جس سے ہمت مرداں مدد خدا میسر آتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور بلاشبہ فوز حیات تو ہمم و حرکات کی فیوض و برکات ہے۔۔۔۔۔۔۔ خدا ہمیشہ کامیاب رکھے آمین یارب العالمین

عنایۃ اللہ عینی

٦ ذوالحجۃ ١٤٤٤